لِاَزْوَاجِهِمْ : اپنی بیویوں کے لیے
مَّتَاعًا : (یعنی) کچھ برتنے کا سامان
اِلَی الْحَوْلِ : ایک سال تک
غَیْرَ اِخْرَاجٍ : نکالنے کے بغیر (گھر سے)
فَاِنْ : پھر اگر
خَرَجْنَ : وہ نکلتی ہیں
فَلَا جُنَاحَ : تو کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہے
عَلَیْکُمْ : تم لوگوں پر
فِیْ مَا : اس میں جو
فَعَلْنَ : وہ کرتی ہیں
فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ : اپنے بارے میں
مِنْ مَّعْرُوْفٍ : بھلائی میں سے
وَاللّٰهُ : اور اللہ
عَزِیْزٌ : بالادست ہے
حَکِیْمٌ : حکمت والا ہے

آیت ۲۴۱

﴿وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۴۱﴾﴾

ترکیب : ''مُطَلَّقٰتِ'' اسم المفعول ہے اور یہ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ''مَتَاعٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ ''بِالْمَعْرُوْفِ'' متعلق خبر ہے۔

ترجمہ:

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ : اور طلاق دی ہوئی خواتین کے لیے
مَتَاعٌ : کچھ برتنے کا سامان (دینا) ہے
بِالْمَعْرُوْفِ : دستور کے مطابق
حَقًّا : حق ہوتے ہوئے
عَلَی الْمُتَّقِیْنَ : تقویٰ کرنے والوں پر

آیت ۲۴۲

﴿کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾﴾

ترجمہ:

کَذٰلِکَ : اس طرح
یُبَیِّنُ : واضح کرتا ہے
اللّٰهُ : اللہ
لَکُمْ : تمہارے لیے
اٰیٰتِهٖ : اپنی نشانیوں (یعنی ہدایات) کو
لَعَلَّکُمْ : شاید کہ تم لوگ
تَعْقِلُوْنَ : عقل (استعمال) کرو

مکارمِ اخلاق

مسلم معاشرہ کے استحکام کے لیے ناگزیر

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا)) (متفق علیه)☆

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، اور تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو، اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو، اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی بے جا ہوس نہ کرو، اور آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں بغض و کینہ نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے مُنہ پھیرو، بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔‘‘

اسلامی تعلیمات میں اخلاقیات کی بہت اہمیت ہے۔ مکارمِ اَخلاق مسلم معاشرہ کے استحکام کے لیے نہایت اہم ہیں۔ ان سے انسان کی شخصیت میں کشش اور جاذبیت پیدا ہوتی ہے، جبکہ رذائل اخلاق اچھے بھلے آدمی کو قعرِ مذلت میں اتار دیتے ہیں۔ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اخلاقی خوبیوں سے مالا مال ہو اور برائی سے متنفر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

☆ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن……
وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظن والتحسس والتنافس والتناجش ونحوھا۔

((مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ)) (۱)

’’قیامت کے دن مؤمن کی میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزنی اور بھاری چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے‘‘۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے کامل نمونہ ہے۔ آپؐ کے اخلاق کے بارے میں قرآن مجید میں ہے: ﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾ (القلم) ’’بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر ہیں‘‘۔ آپؐ کی زندگی انتہائی پاکیزہ تھی۔ آپؐ کی اخلاقی خوبیوں کا اعتراف آپ کے دشمن بھی کرتے تھے اور آج بھی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ)) (۲)

’’مجھے اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہے‘‘۔

اُمت کے افراد کو بھی رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اچھے اخلاق اپنانے کی تلقین کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا))(۳)

’’تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں‘‘۔

زیر درس حدیث میں‘ جس کے راوی حضرت ابوہریرہ ؓ ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے بدگمانی‘ عیب جوئی‘ دوسروں سے آگے بڑھنے کی بے جا ہوس‘ کینہ‘ بغض اور دوسروں کی تحقیر سے منع فرمایا ہے اور ہدایت کی ہے کہ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو۔ گویا اسلامی اخوت کا تقاضا ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ‘ ہمدرد‘ غم گسار اور مددگار بن کر رہیں اور اخلاقی کمزوریوں سے اپنے آپ کو دُور رکھیں۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے بدظنی سے روکا ہے کہ یہ سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔ بدظنی سے نفرت اور عداوت جنم لیتی ہے‘ جبکہ حسن ظن محبت پیدا کرتا ہے۔ تمام اخلاقی کمزوریوں کی طرح بدظنی بھی ایک لذیذ گناہ ہے‘ اس سے بچنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک مسلمان بھائی اعلانیہ صدقہ و خیرات کرتا ہو تو بدگمانی کرتے ہوئے یہ سمجھنے کی بجائے کہ وہ ریاکاری اور نمائش کر رہا ہے‘ یہ کیوں نہ سمجھا جائے کہ وہ اس لیے اعلانیہ خرچ کرتا ہے تاکہ دوسروں کو اپنی مثال سے انفاق فی سبیل اللہ پر اُبھارے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ)) (٤)

''نیک گمان رکھنا بہترین عبادت ہے''۔

اس حدیث میں دوسرا گناہ جس سے روکا گیا ہے' وہ دوسروں کی کمزوریوں اور عیبوں کے پیچھے پڑنا ہے۔ یہ بھی بُری عادت ہے جو نفرت اور عداوت پیدا کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) (٥)

''جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا''۔

ہر انسان کے اندر کمزوریاں اور خامیاں موجود ہوتی ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ میری یہ کمزوریاں دوسروں کے علم میں نہ آئیں اور نہ انہیں اُچھالا جائے' تو وہ دوسروں کے عیب کیوں تلاش کرے؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ)) (٦)

''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔

تیسری بات اس حدیث میں یہ بتائی گئی ہے کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی بے جا ہوس نہ کرو' یعنی دوسرے مسلمان بھائی کو نیچا دکھانے کے درپے نہ رہو۔ اگر کسی کو کہیں فائدہ پہنچ رہا ہو تو مداخلت کر کے وہ فائدہ خود حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور اسے محروم رکھنا کسی طور پر بھی جائز نہیں۔

چوتھی بات جس سے اس حدیث میں روکا گیا ہے' وہ آپس میں حسد کرنا ہے' اور حسد کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ناپسند کرنا ہے۔ جس شخص کو اللہ نے مال و دولت' حسن و جمال' عزت و عظمت دے رکھی ہے اس سے حسد کرنا تو گویا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر اعتراض اور ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔ اسلامی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی کامیابیوں اور کامرانیوں پر خوش ہو نہ کہ اس چیز کو بُرا منائے۔

پانچویں بات جس سے منع کیا گیا ہے' وہ آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھنا ہے۔ یہ عادت بھی کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ بھائی تو بھائی کا خیر خواہ ہوتا ہے' وہ بھائی کے لیے

© rasailojaraid.com

اپنے دل میں بغض کیوں رکھے گا؟ بغض سے نفرت اور عداوت جنم لیتی ہے، مگر مسلمان تو رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی شان کے حامل ہیں۔ اُن کے اندر آپس کا بغض ہرگز قابل برداشت نہیں۔ اگر کہیں ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ مداخلت کر کے فریقین کے درمیان مصالحت کرا دیں۔

آخری بات رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں یہ فرمائی کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے مُنہ نہ پھیریں۔ یعنی نہ تعلق قطع کریں، نہ بول چال بند کریں اور نہ ایک دوسرے کو بنظرِ حقارت دیکھیں۔ اگر مجلس میں بیٹھیں تو دوسرے کو نظر انداز کرتے ہوئے اُس کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھیں، مبادا وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جائے۔ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو! یعنی اخوت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ہمہ وقت دوسرے مسلمانوں کے لیے خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات رکھو۔

مسند احمد میں حضرت انس ؓ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: ''دیکھو ابھی ایک جنتی شخص آنے والا ہے''۔ اتنے میں ایک انصاری ؓ اپنے بائیں ہاتھ میں اپنی جوتیاں لیے ہوئے تازہ وضو کر کے آ رہے تھے، داڑھی پر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ دوسرے دن بھی اسی طرح ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے یہی فرمایا اور وہی صاحب اسی طرح تشریف لائے۔ تیسرے دن بھی یہی ہوا۔ اس بار حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ دیکھتے بھالتے رہے اور جب مجلس نبویؐ ختم ہوئی اور یہ بزرگ وہاں سے اٹھ کر چلے تو یہ بھی ان کے پیچھے ہو لیے اور ان انصاری صحابیؓ سے کہنے لگے کہ حضرت! مجھ میں اور میرے والد میں کچھ تکرار ہو گئی ہے جس پر میں قسم کھا بیٹھا ہوں کہ تین دن تک اپنے گھر نہیں جاؤں گا، پس اگر آپ مہربانی فرما کر مجھے اجازت دیں تو میں تین دن آپ کے ہاں گزار لوں! انہوں نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نے تین راتیں ان کے ساتھ گزاریں۔

اس دوران آپؓ نے مشاہدہ کیا کہ وہ انصاری صحابیؓ رات کو تہجد کی لمبی نماز بھی نہیں پڑھتے، بلکہ صرف اتنا کرتے ہیں کہ جب آنکھ کھلتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی بڑائی اپنے بستر پر ہی لیٹے لیٹے کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ فرماتے ہیں کہ ہاں یہ بات ضرور تھی کہ میں نے ان کے مُنہ سے

© rasailojaraid.c